نظام شریعت کے اصلاحی پہلو

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

نظامِ شریعت کے اصلاحی پہلو

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

صدر العلما بدر الفضلا، امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی سہسوانی ثم میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۹۸ھ / ۸؍ مئی ۱۹۷۳ء) ۔ علمِ نحو کے امام تو تھے ہی، حدیث و فقہ اور منطق و فلسفہ میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ نحو اور حدیث آپ کا خاص فن تھا۔ آپ کی کتابیں خالص علمی رنگ لیے ہوئے ہیں، ہر ایک میں آپ تحقیقات کا دریا بہاتے نظر آتے ہیں۔ البتہ آپ کی ایک کتاب ''مدنی تاج دار کے لیل و نہار'' معروف بہ ''نظامِ شریعت'' نہایت عام فہم اور عوام الناس کے لیے مفید ترین کتاب ہے۔ یہ کتاب پہلے قسط وار مضامین کی شکل میں ''مدنی تاج دار کے لیل ونہار'' کے عنوان سے میرٹھ کے ایک اخبار میں پھر ماہ نامہ ''پاسبان'' الٰہ آباد میں چھپتی رہی اور بعد میں ''نظامِ شریعت'' کے عرفی نام سے کتابی شکل میں منظرِ عام پر آئی۔ غالباً اسی وجہ سے اس کی زبان نہایت آسان ہے۔ ہرپوری کتاب نماز و متعلقاتِ نماز کے مسائل واحکام پر مشتمل ہے لیکن ضمنی طور پر بہت سے دیگر مسائل و فوائد بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مسائل و احکام کا موضوع نہایت خشک شمار کیا جاتا ہے۔ عام طور سے لوگ مسائل و نماز کی کتابوں کو پڑھنے میں اکتاہٹ اور گھبراہٹ محسوس کرتے ہیں۔ ان کتابوں کی زبان بھی بہت شیریں نہیں ہو پاتی کہ مقصد تو بیانِ مسائل ہوتا ہے نہ کہ عبارت آرائی۔ لیکن نظام شریعت کتاب احکام میں اس حیثیت سے نمایاں مقام کی حامل ہے کہ اس میں مسائل نہایت حسین اور دل چسپ پیرائے مین بیان کیے گئے ہیں، یہی وجہ ہے قاری اسے پڑھتے وقت اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا بلکہ شروع کرنے کے بعد چاہتا ہے کہ پوری کتاب ختم کر کے ہی دم لے۔

کتاب کا آغاز مختصر پیش لفظ سے کیا گیا ہے، پھر سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کے شب کے معمولات سے اصل کتاب کا آغاز کیا گیا ہے اور اسلامی بھائیوں کو مدنی تاج دار ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی تلقین و تاکید کی گئی ہے۔ پیشِ لفظ کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں اور اس سے کتاب کے اچھوتے اسلوب کا اندازہ لگائیں۔ مصنف تحریر فرماتے ہیں:

''برادرانِ اسلام! انسان کی زندگی دو ہیں۔ ایک دنیوی جو تھوڑے زمانے تک باقی رہ کر ختم ہو جاتی ہے۔ خالق عالم نے جتنا زمانہ اس کے لیے مقرر فرمایا ہے، اس سے ایک سکنڈ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے، دنیا کی بڑی سے بڑی کوئی ایسی طاقت نہیں جو اس میں کمی بیشی کر سکے۔

انسان کی دوسری زندگی اخروی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے، دنیوی زندگی کی طرح اس کے لیے کوئی حد نہیں کہ وہاں پہنچ کر ختم ہو جائے۔ اس ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی کا خیر وخوبی کے ساتھ گزرنا چوں کہ دنیوی زندگی کے کامیاب ہونے پر منحصر ہے، اس لیے ہر عاقل کا فرض ہے کہ اپنی دنیوی زندگی کو کامیاب بنانے کے واسطے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے اور ہر وقت، ہر آن اس کی درستی کی جانب متوجہ رہے۔ باقی رہی یہ بات کہ دنیوی زندگی کو کس طرح کامیاب بنایا جائے تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کا صرف ایک طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ جس قدر طریقے ہیں سب کے سب درحقیقت زندگی کو خراب کرنے والے ہیں۔ اور وہ ایک طریقہ یہ ہے کہ دنیوی زندگی میں انسان کے دو تعلق ہیں، ایک خالق سے، دوسرا مخلوق سے۔ ان دونوں تعلقات کو تازیست اسی طرح قائم رکھے، جس طرح سید الابرار مدنی، تاج دار ﷺ نے قائم رکھا اور ان کے متعلق جو ہدایات فرمائیں ان کو اپنا نصب العین بنائے۔ یعنی اپنی زندگی کو محبوبِ خدا ﷺ کی زندگی کے سانچے میں ڈھال کر آپ کے رنگ میں رنگ جائے۔ اپنے لیل و نہار کو آپ کے لیل و نہار کے ساتھ اس طرح مطابق کر لے کہ عبادت و ریاضت میں، معاشرت و معاملت میں، گفتار و رفتار میں، نشست و برخاست میں، خرد و بزرگ اور احباب کی ملاقات میں، خورد و نوش اور لباس میں، انسانی ضروریات سے فراغت اور جسم کی طہارت میں، بیداری اور خوابِ راحت میں، الغرض جملہ اعمال اور اخلاقیات

میں آپ کے نقشِ قدم کو اپنا پیشوا بنالے، یہاں تک کہ اسی حالت میں دارِفانی سے ملکِ جاودانی کی طرف رخصت ہوجائے۔"

پھر آگے قومِ مسلم کی قومی غیرت وحمیت کو للکارتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"دنیا میں ہر قوم اپنی مذہبی معاشرت اور اپنے پیشوا کے طرزِعمل کی مضبوطی سے پابند رہتی ہے، بلکہ اپنی معاشرت، اپنا تمدن، اپنے طریقے دوسری اقوام میں رائج کرنے کے لیے ہر قوم نہ صرف مالی ایثار بلکہ جانی قربانی بھی کر گزرتی ہے۔ مگر بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم مسلم کہلائیں اور اسلامی معاشرت، اسلامی آداب ترک کرتے جائیں۔ انگریز کو دشمنِ اسلام سمجھیں، مگر معاشرت میں انگریز کو اپنے اوپر مسلط اس درجہ کر لیا ہے کہ بول چال میں انگریزی انداز مرغوب، کھانے پینے میں انگریزی طریقے محبوب، اٹھنے بیٹھنے میں انگریزی آداب مطلوب۔ یہاں تک کہ شکل وصورت میں انگریز نمودار۔ اولاد کی تعلیم وتربیت میں انگریزی اصول درکار۔ مستورات کے لباس اور زیب وزینت میں میم صاحبہ کے اطوار پسند ہیں۔

آہ! مقامِ غیرت ہے کہ زبان سے خدا ورسول کی محبت کا دم بھریں اور عمل میں دشمنانِ خدا ورسول کا ساتھ دیں۔ کیا اہلِ محبت کا شیوہ یہی ہے؟

اے پیارے بھائیو اور اسلام کے شیدائیو! سنو! اور خوب غور سے سنو! کہ شہنشاہِ مدینہ نے اپنی زندگی کے لیل ونہار اس طرح گزارے کہ دنیوی مشاغل اور ضروریاتِ زندگی کو انجام دیتے وقت بھی یادِ الٰہی سے غفلت نہ ہوئی۔ فقیروں کی صدا یاد رکھو، بھولے مت کا مطلب یہی ہے اور اخروی زندگی کی کامیابی اسی طریقے سے حاصل ہوتی ہے۔ (نظام شریعت از علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ، ص: ۲ تا ۴، مکتبۃ الجیلانی، سنبھل)

سونے کی دعا:- ان مختصر تمہیدی کلمات کے بعد سب سے پہلا عنوان ہے "سونے کا اسلامی طریقہ"۔ اس عنوان کے تحت عام طور سے کتابوں میں وہ دعائیں درج ہوتی ہیں جو سونے کے وقت سرکارِ دوعالم ﷺ سے منقول ہیں۔ یہاں حضرت صدر العلما میرٹھی علیہ الرحمہ نے بھی سونے کے وقت کے ان بعض معمولات و ادعیہ کا ذکر کیا ہے جو احادیث میں مروی ہیں، مگر خاص بات جو آپ کی تصنیف میں ہے وہ یہ ہے کہ احادیث ومعمولات کے ذکر کے بعد اس سے حاصل شدہ فوائد وثمرات اور حکمتیں بھی بیان کرتے چلے جاتے ہیں تاکہ عامل (عمل کرنے والے) کو عمل کرنے میں مزید رغبت ہو اور اسلامی معاشرت کی خوبیاں بھی اجاگر ہوکر سامنے آتی رہیں۔ چناں چہ سونے سے پہلی پڑھی جانے والی مشہور دعا نقل فرمائی ہے:

بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی. (ترجمہ) — اے اللہ! تیرے ہی نام پاک کی مدد سے سوؤں گا اور تیری ہی مدد سے بیدار ہوں گا۔

یہ ترجمہ حضرت مصنف کا ہے جب کہ ظاہری الفاظ کا ترجمہ یہ ہوگا: "اے اللہ تیرے ہی نام سے میں مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں گا۔" یعنی سونے کو موت اور بے داری کو زندہ ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس دعا کو ذکر کرکے حضرت مصنفِ علام علیہ الرحمہ نے اس کی حکمتوں پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

"ہمارے لیے اس میں یہ تعلیم ہے کہ بندہ ہر موقع پر معبودِ حقیقی (خدا) کی طرف متوجہ رہے اور اپنے ہر کام کو اس کے زیرِ قدرت اعتقاد کرے۔ نیند بھی اس کے زیرِ قدرت ہے، جب چاہے طاری فرما دے اور جب تک چاہے طاری رکھے۔ چناں چہ انبیاے بنی اسرائیل میں حضرت عُزیر علیہ السلام پر سوسال تک اور اصحابِ کہف پر تین سو سال تک بحکم خدا نیند طاری رہی، جس سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اصحاب واقف ہیں، اور وہ جب چاہتا ہے نیند کو آنے سے روک دیتا ہے۔

روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہم بستر پر پڑے پڑے کروٹیں بدلتے رہتے ہیں، چاہتے ہیں کہ نیند آجائے مگر نہیں آتی- کیوں؟ اس لیے کہ وہ نہیں چاہتا، اور جب چاہتا ہے آجاتی ہے۔

نیند بھی ایک قسم کی موت ہے کہ بدن کے تمام اعضا اس کے آنے کے بعد اپنے اپنے کاموں سے معطل ہوجاتے ہیں، اور نیند سے بیدار کرنا حیاتِ سابق کا واپس فرمانا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جو معبودِ حقیقی اس پر قادر ہے، وہ یقیناً مارنے کے بعد جلانے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

پس اس کو پیشِ نظر رکھنے کے بعد ہر عاقل اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اسلام کا پیش کردہ عقیدہ قطعاً صحیح ہے کہ دنیوی زندگی ختم ہونے کے بعد بنی نوعِ انسان کو پھر زندہ کیا جائے گا تاکہ دنیا میں رہ کر جو اعمال کیے ہیں، ان کی وہاں پر جزا پائیں۔

اور دوسرے مذہب والوں کا یہ کہنا کہ زندگی صرف دنیا ہی کی زندگی ہے، اس کے ختم ہونے کے بعد پھر زندہ ہونا نہیں، یقیناً خلافِ عقل ہے اور اپنے احوال میں غور وفکر نہ کرنے پر مبنی۔" (نظام شریعت، ص: ۴-۵)

اس مختصر سے تحریرِ دل پذیر میں نصیحت و حکمت کے کتنے موتی پنہاں ہیں وہ ہر قاری بہ آسانی محسوس کر سکتا ہے، مزید یہ کہ اس نیند اور بیماری سے عقیدۂ آخرت پر استدلال کر کے مصنف نے اسلامی عقیدے کی تبلیغ اور مخالفت کی تردید کا بھی فریضہ انجام دے دیا۔

فیضان تسبیحات فاطمہ:- رات کو سوتے وقت تسبیحاتِ فاطمہ پڑھنے کی حدیثِ پاک میں تاکید ہے، یوں ہی بعدِ نماز بھی۔ سونے کا اسلامی طریقہ بیان کرتے ہوئے ان تسبیحات کا بھی ذکر کیا ہے، مگر انداز اتنا دل نشین ہے کہ شاید ہی اس کی مثال کہیں اور ملے، پہلے ایک واقعے کے ضمن میں ان تسبیحات کا شانِ ورود بیان کیا ہے، پھر ان سے حاصل ہونے والے فوائد اور اصل واقعے سے مستنبط مسائل و نکات پر بھی بڑے اچھے انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ یہ پورا مضمون عام فہم ہوتے ہوئے بھی علمی و تحقیقی ہو گیا ہے۔ اصل واقعہ اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد و نکات حضرت امام النحو ہی کی زبانی ملاحظہ کریں اور زبان و بیان کا بھی لطف اٹھائیں۔ مصنف ارقام فرماتے ہیں:

"مرکزِ ہدایت، قاسمِ ولایت، مولائے مشکل کشا حضرت علیِ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رب العالمین کی نعمتیں تقسیم فرمانے والے آقا ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ کچھ باندیاں لائی گئیں۔ چکی پیسنے سے مالکِ کونین کی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چوں کہ چھالے پڑ گئے تھے، اس لیے میں نے ان سے کہا کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر گھر کے کام کاج کے لیے باندی طلب کر لیجیے۔ چناں چہ وہ تین مرتبہ حاضر ہوئیں مگر ملاقات نہ ہو سکی۔ بعد نمازِ عشا جب حضور مکان میں تشریف لے آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی آمد کا تذکرہ کیا۔ اسی وقت ہمارے یہاں تشریف لائے۔ بعدِ اجازت مکان میں داخل ہوئے۔ ہم دونوں بستر پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے بستر سے اٹھنا چاہا، مگر اس شب میں سردی چوں کہ شدید تھی، اس لیے اٹھنے سے روک دیا اور فرمایا جیسے لیٹے ہو ویسے ہی لیٹے رہو۔ پھر اپنی صاحب زادی سے فرمایا: آج ہمارے یہاں کس ضرورت سے جانا ہوا تھا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! چکی پیسنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے اور میرے دونوں ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں، تو میں اس لیے حاضر ہوئی تھی کہ باندی عطا فرما دی جائے۔ ارشاد فرمایا: کیا اس سے بہتر چیز نہ بتائیں؟ عرض کیا: ہاں! ارشاد فرمائیے۔ فرمایا: جب بستر پر لیٹو تو چونتیس (۳۴) بار اللہ اکبر اور تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) بار الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ جو چیز تم نے طلب کی تھی یہ اس سے بہتر ہے۔" (نظام شریعت، ص: ۵-۶)

اس واقعے کو بیان کرنے کے بعد حضرت مصنف نظام شریعت اس کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے درس و حکمت کے موتی بکھیرتے ہیں:

ہدایات و فوائد:- مسلم خواتین خصوصیت کے ساتھ اس واقعے پر غور کریں کہ ان کی دنیوی زندگی کے لیے اس میں بہترین ہدایات ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

1. شوہر کی مالی حالت اگر خادمہ رکھنے کی اجازت نہ دیتی ہو تو بیوی کا فرض ہے کہ گھر کے کام خود انجام دے، شوہر سے بے جا مطالبات نہ کیے جائیں، جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمل کر کے بتایا، سب کام اپنے ہاتھ سے انجام دیے یہاں تک کہ چکی بھی پیسی۔
2. گھر کے کام کرنے سے تکلیف ہوتی ہو، یہاں تک کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ جانے کی بھی نوبت آ جائے تو عالی ظرف بیبیاں زبان پر حرفِ شکایت بھی نہیں لاتیں، چہ جائے کہ روٹھ کر کام چھوڑ دیں، جس سے شوہر کو تکلیف پہنچے، بلکہ ایسے وقت کو صبر و سکون سے گزار دیتی ہیں، جیسے کہ سردارِ عرب و عجم ﷺ کی چہیتی صاحب زادی نے عمل کر کے دکھا دیا۔
3. شوہر کا بھی فرض ہے کہ بیوی کی آسائش و راحت کا خیال رکھے اور اس کی تکالیف دور کرنے کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرتا رہے۔ جیسا کہ شیر خدا حضرت علیِ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے بتایا، باندیوں کے آنے کی اطلاع پا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مشورہ دیا کہ حاضر ہو کر باندی کے لیے درخواست پیش کریں تا کہ تکالیف سے نجات ملے۔
4. موجودہ زمانے میں تعلیم یافتہ خواتین چکی پیسنے کو عیب سمجھتی ہیں۔ ان کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیے کہ اگر عیب ہوتا تو شہنشاہِ کونین ﷺ اپنی صاحب زادی کے لیے کس طرح گوارہ فرماتے؟
5. اس واقعے سے یہ سبق بھی ملا کی جسمانی راحت کے سوال کو کسی مصلحت کے تحت پورا نہ کرتے ہوئے اگر کوئی اچھی بات تعلیم کی جائے تو شانِ ادب یہی ہے کہ اس کو بے چوں و چرا تسلیم کر لیں اور اپنے سوال کے پورا کرنے پر اصرار نہ کریں، جیسا کہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا نے عمل کر کے دکھایا۔ (نظامِ شریعت، ص: ۵-۷)

٦. راقم الحروف نعمانی قادری عرض کرتا ہے کہ اس واقعے میں اس بات کا بھی درس ہے کہ اہلِ ایمان کے لیے دنیاوی منفعت کے مقابل دینی اور اخروی منفعت زیادہ قابلِ توجہ اور لائقِ تسلیم ہے کہ آخرت کا فائدہ ابدی ہے جب کہ دنیاوی فائدہ عارضی ہے۔ افسوس! کہ آج ہمارا مطمحِ نظر یہ بنتا جارہا ہے کہ آخرت کا چاہے نقصان ہو جائے دنیاوی منفعت ہاتھ سے نہ جائے۔

اس تحریر پر تنویر میں کس قدر دل پذیری اور اثر انگیزی کا جوہر پوشیدہ ہے اور اخلاصِ دروں و جذبۂ خیر خواہی کی آنچ کس قدر تیز ہے، ہر ذی عقل قاری محسوس کر سکتا ہے۔

شب بیداری اور خواب:- مذکورہ بالا دونوں اوراد کے بعد باوضو سونے کے فضائل کا بیان ہے اور اسی ضمن میں خوف ناک خوابوں کا علاج بھی بتایا گیا ہے، پھر شب میں بیداری کے وقت پڑھنے کی دعائیں رقم فرمائیں اور ان کے فوائد و برکات بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد شبِ قدر کی دعا اور اچھا برا خواب دیکھنے پر کیا کرے، اس کا بیان ہے اور جھوٹے خواب کی مذمت بھی۔ پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خواب شریف کا تذکرہ ہے۔

اس کے بعد سو کر بیدار ہو تو کیا پڑھے، کون سی دعا کرے؟ اس کا بیان ہے جس میں سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جانے والی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ.

(ترجمہ) — سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے موت (خواب) کے بعد ہمیں حیات (بیداری) عطا فرمائی اور روزِ قیامت اعمال کی جزا کے واسطے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے مُردوں کو زندہ کر کے قبر سے نکالا جائے گا۔

دعا کے ان الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت صدر العلما میرٹھی علیہ الرحمہ نے پانچ نکات و فوائد تحریر فرمائے ہیں اور عجیب عجیب نکتوں کو بیان کر کے اس دعا کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھایا ہے۔ صرف چوتھے نمبر کے ایک فائدے کا خلاصہ ملاحظہ کریں اور دیگر فوائد کو اس پر قیاس کریں اور خدا شوق دے اصل کتاب مطالعہ میں لائیں۔

عربی زبان میں لفظ "نا" جمع کی ضمیر ہے۔ جب متکلم اپنے ساتھ کی حیثیت سے اوروں کو شریک کرنا چاہتا ہے تو اس وقت جمع کی ضمیر استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً بندہ مولا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ یعنی سیدھے راستے کی طلب میں بندے نے اپنے دوسرے دینی بھائیوں کو بھی شریک کر لیا۔ اس واسطے اِهْدِنَا میں ضمیرِ جمع ذکر کی۔ اور اگر کسی حیثیت سے دوسرے کو شریک کرنا مقصود نہ ہوتا تو: اِهْدِنِي الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. کہا جاتا، جس کا ترجمہ یہ ہوتا: "مجھ کو سیدھا راستہ دکھا"۔

اور کبھی دوسروں کو اپنے ساتھ ثواب میں شریک کرنے کے لیے متکلم جمع کی ضمیر استعمال کرتا ہے، مثلاً مسلم نے کہا: نَحْمَدُ اللّٰہَ تَعَالٰی. "ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔" تو چوں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں جو کلمہ مسلم کی زبان سے نکلتا ہے اس پر ثواب ملتا ہے۔ اس لیے یہاں پر جمع کی ضمیر استعمال کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ان کلمات کے ثواب میں دوسروں کو شریک کر لیا جائے۔ اگر یہ مقصود نہ ہوتا تو واحد کی ضمیر لائی جاتی اور اَحْمَدُ اللّٰہَ تَعَالٰی. کہا جاتا اور ترجمہ یہ ہوتا: "میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں"۔ پس نظر بر آں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا کلماتِ شکر جمع کی ضمیر کے ساتھ "اَحْیَانَا" اور "اَمَاتَنَا" فرما کر ان کے ثواب میں اپنے ساتھ اپنی امت کو بھی شریک فرما لیا۔ تو ہمیں اس عملِ نبوی سے یہ تعلیم حاصل ہوئی کہ مسلم کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کی ہم دردی اور خیر خواہی میں فروگزاشت نہ کرے، ان کو ہر ممکن طریقہ سے نفع پہنچانے کی سعی عمل میں لائے۔ حتی کہ کلماتِ حمد و شکر میں بھی ان کو شریک کر لے۔ ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ اس واسطے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر وقت بیعت یہ شرط بھی فرما لیتے کہ بیعت ہونے والا ہر مسلم کی خیر خواہی کرے گا۔

بخاری شریف میں ہے جریر بن عبد اللہ بجلی نے فرمایا کہ میں نے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں پر اس شرط سے بیعت کی تھی کہ نماز پڑھتا رہوں گا، زکوٰۃ دیتا رہوں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرتا رہوں گا۔ چناں چہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر شرطوں کے ساتھ تا زیست اس شرط کو بھی کامل طور پر پورا فرماتے رہے۔ ایک مرتبہ اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے واسطے حکم فرمایا۔ غلام نے ایک گھوڑا تین سو روپے میں خریدا اور گھوڑے والے کو ہم راہ لے کر واپس آیا تا کہ اس کی قیمت دِلوا دی جائے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے والے سے فرمایا کہ تمہارا گھوڑا تین سو روپے سے زائد قیمت کا ہے، اس کو چار سو میں فروخت کرتے ہو۔ اس نے کہا آپ کو اختیار ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ چار سو روپے سے بھی زائد کا ہے، پانچ سو روپے میں

فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا آپ مختار ہیں۔ آپ قیمت بڑھاتے گئے، وہ راضی ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس کو آٹھ سو میں خرید فرمایا۔

لوگوں نے کہا، آپ نے یہ کیا کیا؟ جب وہ تین سو میں دے چکا تھا پھر قیمت بڑھانے کے کیا معنیٰ؟ آپ نے فرمایا، میں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اس شرط سے بیعت کی تھی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا، تو اس کو پورا کر رہا ہوں۔

سبحان اللہ! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

برادرانِ اسلام! اس واقعے کو پڑھنے یا سننے کے بعد ہر مسلم مرد اور ہر مسلم خاتون کا فرض ہے کہ اپنے اپنے دل کے گوشوں پر گہری نظر ڈال کر معلوم کریں کہ ان میں کسی اپنے مسلمان بھائی کی بدخواہی کا ارادہ یا اس کو ضرر پہنچانے کا خیال تو پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر ہو تو قلب کو اس سے پاک کر لیں اور حضورِ قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں۔

یَارَبَّ مُحَمَّد ! شبِ معراج کے دولھا کا صدقہ۔

یَارَبَّ مُحَمَّد ! کشورِ رسالت کے بادشاہ کا صدقہ۔

یَارَبَّ مُحَمَّد ! سبز گنبد والے آقا کا صدقہ۔

حضرت جریر کی طرح ہمارے دلوں کو بھی مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے جذبات سے لبریز فرمادے اور ان کی طرح تازیست اس پر عامل رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔" (نظام شریعت، ص: ۲۰-۲۲)

آخر میں "وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ." سے عقیدۂ آخرت استدلال فرمایا ہے کہ جو نیند کے بعد بیدار فرمانے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد اٹھانے پر بھی ضرور قادر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا عقیدۂ بعث و نشر حق ہے اور بالکل عقل و فہم سے قریب۔

سونے کے بعد اٹھ کر پڑھنے کی یہ ایک دعا تھی۔ ہر اس کا نقل کرنا ہی کافی تھا، مگر حضرت امام النحو علیہ الرحمہ نے اس کو صرف نقل ہی نہیں فرمایا، اس کے ترجمے کے ساتھ اس کے فوائد و نکات پر ایسی دل نشیں تقریر فرمادی کہ وجدان جھوم جھوم جاتا ہے اور ہر مسلم اپنے کو عمل پر مجبور پاتا ہے۔ اس کے ہر ہر لفظ سے ایسے ایسے رموز و اسرار واشگاف فرمائے کہ کہ ایک مختصر دعا ایک طویل مضمون کا درجہ اختیار کر گئی، پھر اپنے ناصحانہ کلمات سے عمل کی ایسی بجلی بھر دی کہ کوئی قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو نظام شریعت ہی کا حصہ ہے اور پوری کتاب میں اس کے جلوے بکھرے پڑے ہیں۔

تہجد پانے کی آسان ترکیبیں:-اس کے بعد تہجد کا بیان ہے اور وہ بھی دل چسپی سے بھر پور، پہلے نمازِ تہجد کے فضائل اور شب بیداری کے فوائد و برکات پر ایک آیت اور سات حدیثیں ذکر فرمائیں، پھر شب بیداری کے بعض عبرت آموز واقعات بیان فرمائے، اس کے بعد دولتِ تہجد پانے کے شرائط کا ذکر ہے۔ اصل مضمون تو کتاب میں ملاحظہ کیا جائے، یہاں صرف شرائط والا حصہ اختصار سے نقل کیا جاتا ہے۔

”شب بیدار ہو کر عبادت میں مشغول ہونا بہت دشوار ہے، مگر جو لوگ مندرجہ ذیل شرائط کے پابند ہوتے ہیں ان کو ہر شب یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے حصول کے واسطے چار شرطیں ظاہری ہیں اور چار باطنی:

① - کم کھانا کہ زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پیا جائے گا، جس سے نیند غالب ہو گی اور شب میں اٹھنا گراں ہو جائے گا۔

② - دن میں اس قدر شاق (مشکل) کام نہ کرے جس سے اعضا میں ماندگی اور اعصاب میں کم زوری پیدا ہو جائے، اس لیے کہ اس سے بھی نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔

③ - دن میں قیلولہ ترک نہ کرے کہ قیامِ شب میں مدد پہنچانے کے واسطے ن ہے۔

④ - تمام شرطوں سے اہم شرط یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے کہ اس سے قلب میں قساوت پیدا ہوتی ہے جو بندے اور اسبابِ رحمت کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک گناہ کے باعث پانچ مہینے تک قیامِ شب (شب بیداری کی عبادت) سے محروم رہا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ گناہ کیا تھا۔ فرمایا: میں نے ایک شخص کو روتے دیکھ کر اپنے دل میں کہا یہ ریاکار ہے۔

باطنی شرطیں (قیامِ شب کی) یہ ہیں۔

① - قلب کو کینۂ مسلم سے پاک اور فضول افکارِ دنیوی سے صاف رکھے، ورنہ بیداری نصیب بھی ہوئی تو بحالتِ نماز یہی خیالات قلب میں آئیں گے۔ (اور شب بیداری کی حقیقی برکتوں سے محروم رہے گا)

② - قلب میں خوفِ الٰہی کے ساتھ آرزوؤں کی کمی ہو۔

③ - آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی اور اسلاف کے مقالات (اقوال) سے قیامِ شب کی فضیلت معلوم کرے، تاکہ رغبت مستحکم ہو جائے۔

④ - حبِ الٰہی (خدا کی محبت) اور یہ اعتقاد رکھے کہ میں اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوں اور وہ میرے احوال پر مطلع ہے، یہ باطنی شرطوں میں سب سے اہم شرط ہے۔ (نظامِ شریعت، ۲۸-۲۹)

کپڑے پہننے اور اتارنے کی دُعائیں: -چوں کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد عبادت میں مشغول ہو یا کسی دوسرے کام کے لیے کہیں جانا ہو تو آدمی کپڑے زیبِ تن کرتا ہے، اس لیے سو کر اٹھنے کے بعد کی دعاؤں میں کپڑے پہننے کی دعا کا ذکر فرمایا اور ضمناً کپڑے پہننے اور اتارنے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟ اسے بھی بیان کر دیا، اور پھر کپڑا اتارنے کی دعا بیان کر دی، یوں ہی نیا کپڑا پہننے کی دعا بھی نقل فرما دی ہے۔ ذیل میں ان کو ملاحظہ کیا جائے۔

کپڑے پہنے تو بارگاہِ الٰہی میں مندرجہ ذیل کلمات بطور شکریہ ادا کرے۔ سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں، ایسا کرنے سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ .“

(ترجمہ) - سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور میری قوت و طاقت کے بغیر مجھ کو عطا کیا۔

کپڑے اتارے تو یہ پڑھے: ”بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .“

(ترجمہ) - یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام پاک کی مدد سے کپڑے اتارتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلم کپڑے اتارنے کا ارادہ کرے تو ان کلمات کو پڑھ لے بدن کے جن حصوں کا چھپانا ضروری ہے، ان حصوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان ان کلمات کے پڑھ

لینے سے پردہ ہو جاتا ہے، پھر جنوں کو وہ حصے نظر نہیں آتے، اس لیے مسلم ان کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا: نیا کپڑا پہنے تو یہ پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا ھُوَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا ھُوَ لَہٗ۔''

(ترجمہ) - اے اللہ تیرے لیے حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ نیا کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کی خیر اور جس کام کے لیے یہ ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جس کے لیے یہ ہے اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

دعاؤں کے فوائد:- اب ان دعاؤں سے کیا تعلیم اور کیسا سبق ملتا ہے، مصنفِ نظامِ شریعت ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

(۱) - جس طرح دنیا کی دوسری چیزوں میں خیر اور شر دونوں کو دخل ہے، نبوی ارشاد سے معلوم ہوا کہ کپڑے میں بھی خیر و شر دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔ کپڑے میں خیر یہ ہے کہ آرام پہنچائے، تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رکھے۔ شر یہ ہے کہ اس سے کسی قسم کی تکلیف پہنچے، مثلاً کپڑے میں پاؤں الجھا اور ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔

جس مقصد کے لیے کپڑا پہنا ہے اس میں بھی خیر و شر دونوں کا امکان ہے، کپڑے کو بدن چھپانے یا زیب و زینت کی نیت سے استعمال کیا تو یہ خیر ہے اور اگر تکبر یا ریاکاری کی نیت سے استعمال کیا تو یہ شر ہے۔

(۲) - اس نبوی ارشاد سے ہمیں یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ مسلم کا تعلق اپنے معبودِ حقیقی کے ساتھ اتنا قوی ہونا چاہیے کہ زندگی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی ضرورت انجام دیتے وقت توجہ اسی کی جانب رہے یہاں تک کہ کپڑے پہنتے وقت بھی اس سے غافل نہ رہے۔

(۳) - یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ نعمت ملنے پر پہلے مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجے کا شکریہ ادا کرے تاکہ حسبِ وعدۂ الٰہی مزید نعمتیں پانے کا مستحق بنے، پھر دوسری حاجتوں کے طلب کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ (نظامِ شریعت، ص: ۳۰-۳۱)

اس کے بعد کپڑوں کے مسائل کا بیان ہے، ساتھ ہی بزرگانِ دین کے کپڑوں اور آثار سے تبرک کے فضائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، پھر جوتے پہننے، اتارنے کا اسلامی طریقہ بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ زرد رنگ کے جوتے پہننا پسندیدہ ہے کہ اس سے افکار میں کمی ہوتی ہے، جب کہ سیاہ جوتے افکار پیدا کرتے ہیں۔

لباس کے مسائل کے ضمن میں ''قومی امتیاز'' کے عنوان سے ایک بڑا ہی عمدہ مضمون سپردِ قلم فرمایا ہے۔ چوں کہ لباس ہی سے امتیاز اور قومی تشخص قائم ہوتا ہے، اس لیے اس مضمون کو ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کا قومی امتیاز:- قومِ مسلم کی پستی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے قومی امتیاز کو ترک کر دیا ہے، دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کے بجائے (یہ قوم) خود ان کے اندر جذب ہو گئی۔

ہر قوم کی بقا اس کے امتیازات کے ساتھ وابستہ ہے۔ امتیازات کے ختم ہونے سے قوم فنا ہو جاتی ہے۔ دوسری اقوام کی نگاہوں میں اس کی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اسی نکتہ پر متنبہ کرنے کے لیے سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ.'' یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی قوم میں شمار کیا جائے گا۔ خواہ مشابہت اعمال میں ہو، یا اخلاق میں، یا لباس میں یا کسی اور چیز میں۔

(احکام لباس میں) ابھی گزرا کہ قومی امتیاز کی اہمیت ملحوظ رکھتے ہوئے یہ گوارہ نہ فرمایا کہ مسلم غیر مسلم کے ساتھ عمامہ باندھنے میں بھی مشابہ ہو اور صاف صاف فرمادیا کہ عمامہ کے بارے میں ہمارا قومی امتیاز یہ ہے کہ ٹوپی پر باندھنا چاہیے، تاکہ مسلم قوم اپنے لباس میں بھی غیر مسلم سے ممتاز رہے۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے سیدِ عالم ﷺ نے وہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا جو گلاب کے زیرے میں رنگے ہوئے تھے، یعنی زرد تھے، تو فرمایا: بے شک یہ کافروں کا لباس ہے، آئندہ نہ پہننا۔ انھیں حضور کی ناگواری کا احساس ہوا مکان پر واپس آئے اور ان دونوں کپڑوں کو جلا دیا۔ دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوئے۔ دریافت فرمایا: وہ کپڑے کیا ہوئے؟ عرض کیا: ان کو جلا دیا۔ فرمایا: اپنے گھر کی عورتوں میں سے کسی کو دے دیے ہوتے کہ عورتوں کے لیے زرد کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

مقامِ غور ہے کہ سیدِ عالم ﷺ نے رنگ میں بھی کفار سے مشابہت گوارا نہ فرمائی، اور آج ہماری حالت اس قدر ناگفتنی ہو گئی ہے کہ غیروں کی معاشرت، وضع قطع اور لباس میں ڈوب گئے ہیں، اسلامی طریقے چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ (نظامِ شریعت، ص: ۳۲-۳۳)

انھیں حالات سے متاثر ہو کر اقبال نے کہا تھا۔

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

کس کی نظروں میں سمایا ہے شعارِ اغیار
ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بے زار
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس کے بعد بیت الخلا جانے آنے کا اسلامی طریقہ اور اس وقت پڑھی جانے والے دعاؤں کا بیان ہے اور پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی تاکید بھی، اس سلسلے میں دو قبروں پر عذاب ہونے والے واقعہ کا ذکر کر کے سرکارِ دوعالم ﷺ کی بینائی اور آنکھوں کی خصوصیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، پھر سرکارِ اقدس ﷺ کے بول و براز کی خصوصیات و احکام کا بھی ذکر ہے۔

اس کے بعد وضو کے تاریخی حالات، وضو کے فضائل و برکات، وضو سے گناہ دھل جانے کا تذکرہ ہے اور یہ بھی کہ اولیاء اللہ اپنی آنکھوں سے گناہ دھلتے ہوئے دیکھتے ہیں اور یہ بھی پہچانتے ہیں کہ وضو کرتے ہوئے کون سا گناہ دھل رہا ہے۔

چوں کہ وضو میں مسواک کی بھی بڑی اہمیت ہے، اس لیے مسواک کے طبّی و شرعی فوائد بھی بیان کر دیے ہیں۔

وضو کے بعد غسل کا اسلامی طریقہ اور غسل کی احتیاطوں کا بیان ہے۔ ضمناً یہ بھی تحریر ہے کہ امہات المومنین اور انبیاے کرام کو اللہ تعالیٰ نے احتلام جیسی شیطانی مداخلت سے محفوظ رکھا۔

دعاے صبح کی برکتیں:- اس کے بعد صبح صادق کی سرخی لگائی ہے۔ چوں کہ تہجد کے بعد نمازِ فرض ادا کرنی ہے اس کے لیے صبحِ صادق کا طلوع ضروری ہے کہ اسی سے وقتِ فجر شروع ہوتا ہے۔

اس عنوان کے تحت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل کی، وہ فرماتی ہیں کہ محبوبِ دوجہاں ﷺ صبح کے وقت یہ دعا مانگتے:

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَیِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔

(ترجمہ) - اے اللہ میں تجھ سے فائدہ دینے والے علم اور پاکیزہ روزی اور مقبول عمل کا سائل ہوں۔

اس دعاے نبوی میں تین چیزوں کا سوال ہے۔ علم نافع، رزقِ طیّب اور عمل مقبول کا۔ اس کو نقل کر کے حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ نے تینوں عنوانات پر علاحدہ علاحدہ روشنی ڈالی ہے اور بڑی دل نشیں و عام فہم بحث کی ہے اور عبرت و نصیحت کے قیمتی موتی سپردِ قلم فرمائے ہیں۔ ذیل میں ہر ایک کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

علم ربانی اور علم نافع:- علم نافع وہ ہے جس کی تحصیل کرنے والوں کے حق میں محبوبِ کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص ایسے بندوں کو دیکھنا چاہے جن کو اللہ تعالیٰ نے نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا ہے تو وہ علمِ دین کے طلبہ کو دیکھ لے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں نفسِ محمد ہے، بسلسلۂ تحصیلِ علم جب طالب علم کی کسی عالم کے پاس آمد و رفت ہوتی ہے تو ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے، اور جنت میں ہر قدم کے بدلے اس کے لیے ایک شہر تعمیر ہوتا ہے۔ زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے واسطے دعاے مغفرت کرتی ہے، صبح و شام اس کے لیے مغفرت ہوتی رہتی ہے۔“

جن حضرات کو علم نافع حاصل ہوتا ہے ان کو ”علماے ربّانی“ کہتے ہیں، جو اپنے لیل و نہار مخلوق کی علمی خدمات میں صرف کرتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ اسلامی مفاد کے خلاف اغیار کے ہاتھوں پر کسی قیمت میں فروخت نہیں ہوتے، بلکہ اپنے سچے عمل سے اغیار کو اسلام کا خادم بنا دیتے ہیں۔ ایسے علما کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لیے ایک مرتبہ سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”والد کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے، کعبہ مکرمہ کی جانب نظر کرنا عبادت ہے، قرآنِ پاک میں نظر کرنا عبادت ہے اور عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔“ (مگر عالم کی یہ خصوصیت ہے کہ) اس کے حق میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”جس نے عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا تو گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اس کو میرے ساتھ بیٹھائے گا۔“ (روح البیان)

مقامِ غور ہے۔ جس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی بارگاہِ الٰہی میں یہ عزت و منزلت ہے، اس کی جانب سے قومِ مسلم بالخصوص طبقۂ رؤسا نے کیسی شدید غفلت اختیار کر رکھی ہے۔ الامان والحفیظ۔

چوں کہ یہ طبقہ فکرِ معاش سے سبک دوش ہوتا ہے، نظر بر آں اس کا اولین فرض تھا کہ اپنی اولاد کو اس علم کے سیکھنے کے واسطے پیش کرتا یا کم از کم اس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے مخصوص طور پر ان کی اعانت میں حصہ لیتا تو آج یہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ علما کا ایک گروہ اگرچہ وہ قلیل ہی سہی دشمنانِ اسلام کے دوش بدوش ہو کر اسلامی مفاد کے خلاف اقدام کیا اور کر رہا

ہے جس سے دینی ور دنیوی ہر اعتبار سے قومِ مسلم کو ٹھیس لگی ہے، جو سخت دردناک ہونے کے باعث زبان سے بیان کی جاسکتی ہے اور نہ تحریر میں لائی جاسکتی ہے۔ اگرچہ یہ ٹھیس تو اس گروہ نے لگائی مگر بہ این معنیٰ اس میں یہ بھی شریک ہیں کہ دینی علوم سے انھوں نے شدید بے توجہی برتی جس کا نتیجہ اس شکل میں ظاہر ہوا۔

دینی علوم کی جانب سے غفلت اور دشمنانِ اسلام کے علوم کی طرف رغبت کا یہ عالم کہ اپنی اولاد، اپنی دولت کو ان کے لیے وقف کردیا اور اپنی اولاد کو انھیں علوم کی تعلیم دلانا فخر سمجھتے ہیں۔ دولت کو ان پر صرف کرنا، حصولِ معراج کا واحد ذریعہ تصور کرتے ہیں۔

اگر اب بھی غفلت کے پردے نہ اٹھے اور یہی لیل و نہار رہے تو نہ معلوم کیسے شدید عذاب نازل ہوجائیں گے۔ عاقل وہ ہے جو حوادثِ روز گار سے عبرت حاصل کرکے جلد از جلد اپنے عمل کی اصلاح کے واسطے متوجہ ہوجائے۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ مصائب سے رہائی ملے اور آئندہ آنے والی ہول ناک فتنوں سے محفوظ رہیں تو فوراً نامشروع (خلافِ شرع) اعمال سے تائب ہوکر (دینی) علوم کی خدمت شروع کردیں اور بچوں کو دینی علوم کی تعلیم دلائیں، اپنی دولت سے دینی علوم کی خدمت کریں۔ (نظامِ شریعت، ص: ۵۲)

رزقِ طیّب کی اہمیت:- غذا وغیرہ ہر چیز جس سے انتفاع (فائدہ حاصل کرنے) پر جان دار قادر ہو، اس کو "رزق" کہتے ہیں۔ حلال وہ ہے جسے شریعت جائز کرے، طیب وہ ہے جس پر قلب مطمئن ہو۔ غذا کو انسانی اعمال و اخلاق میں کافی دخل ہے، جس طرح پھلوں کا خوش ذائقہ اور بدذائقہ ہونا تخم سے متعلق ہے، جیسا تخم ہوگا ویسا ہی پھل، اس طرح ہمارے اخلاق و اعمال کا حسن و قبح ہماری روز مرہ کی غذا سے وابستہ ہے کہ نامشروع غذا سے قلب و قالب دونوں کی تخریب ہوتی ہے۔ بے حیائی، بزدلی، قساوت وغیرہ مذموم اخلاق قلب میں پیدا ہوتے ہیں، زنا، چوری، قمار بازی، سود خوری وغیرہ معاصی کا صدور اعضا سے ہوتا ہے۔ مشروع غذا سے قلب میں حیا، شجاعت، رقت، انکساری وغیرہ اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں، اعضا سے اعمالِ صالحہ صادر ہوتے ہیں۔ طاعات کی ادائیگی سے گرانی نہیں محسوس ہوتی، بلکہ عبادات کے لیے اعضا نرم، منقاد (فرماں بردار) ہوجاتے ہیں، جس طرح جَو بونے سے گیہوں پیدا ہونے کی امید رکھنا خیالِ خام ہے، اسی طرح نامشروع غذا استعمال کرکے پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی توقع کرنا سلیم العقل انسان کا کام نہیں، چوں کہ نیک اعمال، پاکیزہ غذا سے پیدا ہوتے ہیں، غذا ان کے لیے بمنزلہ تخم ہے۔ اس لیے سیدِ عالم ﷺ نے مذکورہ بالا دعا میں غذا کو اعمال پر مقدم ذکر فرمایا۔ (نظامِ شریعت، ص: ۵۳)

اب اس کے بعد "صدیقی تقویٰ" کے عنوان سے امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غذا کے سلسلے میں ایک تقوے کا ذکر فرمایا کہ غلام ایک روز غذا لایا، آپ نے عجلت میں بے پوچھے کہ کہاں سے لایا ہے، نوش فرمایا، پھر دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ صحیح نہ تھی تو آپ نے قے فرمادی۔ یوں ہی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ذکر کیا کہ آپ کو ایک شخص نے صدقہ کے اونٹ کا گوشت دیا جسے بغیر معلوم کیے آپ نے نوش فرمایا، پھر معلوم ہونے پر قے کر دیا۔ پھر ان دونوں واقعات کے بعد حضرت علامہ میرٹھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضور سیدِ عالم ﷺ نے دعاے مذکور میں علم نافع، رزق، طیّب، عمل مقبول، ان تینوں چیزوں کا ذکر فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ نفسِ انسانی کا کمال علم و عمل پر موقوف ہے، جب تک یہ دونوں حاصل نہ ہوں، بندہ اخلاقِ الٰہی کا کما حقہ مظہر نہیں ہوسکتا۔ عملِ مقبول سے پیش تر رزقِ طیب کو اس لیے ذکر فرمایا کہ عملِ مقبول اسی کا نتیجہ ہے۔ عملِ مقبول وہ ہوتا ہے جو طیب ہو اور طیب وہ ہوتا ہے جو محض اللہ کے لیے کیا جائے، اور عامل ممنوعات سے مجتنب (بچتا) ہو۔

اس کے بعد صحابیِ رسول حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث قبولیتِ اعمال کے ضمن میں ذکر فرمائی ہے جسے حضرت معاذ نے آبدیدہ ہوکر بیان فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے آسمان سے لے کر ساتویں آسمان تک پھر عرشِ اعظم تک ایسے عاملین کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ ان کو رد کردیا جاتا ہے۔ پہلے آسمان پر جو فرشتہ مقرر ہے وہ غیبت کرنے والے کے اعمال کو رد فرمادیتا ہے اور اعمال پیش کرنے والے فرشتے کراماً کاتبین سے کہتا ہے کہ انھیں عاملین کے منہ پر مار دو۔ دوسرے آسمان سے ان کے اعمال رد ہوتے ہیں جو دنیا کمانے کے لیے نیکیاں کیا کرتے ہیں۔ تیسرے آسمان سے تکبر کرنے والے کے اعمال رد ہوتے ہیں۔ چوتھے آسمان سے ان کے اعمال واپس ہوتے ہیں جو خود بینی کے شکار ہوتے ہیں، یعنی اپنے اعمال پر گھمنڈ کرتے ہیں۔ پانچویں آسمان سے ان کے اعمال رد ہوتے ہیں جو اللہ کے نیک بندوں سے حسد کیا کرتے ہیں اور ان کے حق میں برے کلمات نکالا کرتے ہیں۔ چھٹے آسمان سے ان عاملین کے اعمال رد ہوتے ہیں جو قساوتِ قلبی میں مبتلا ہوتے ہیں اور بندگانِ خدا کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ پھر ساتویں آسمان

سے اس کے اعمال رد ہوتے ہیں جو شہرت و ناموس کے لیے اعمال کیا کرتا تھا۔ اور پھر عرش سے اس کے اعمال واپس ہوتے ہیں اور وہ لعنت کا بھی مستحق ہوتا ہے جو ریاکاری یعنی لوگوں کے دکھاوے کے لیے اعمال کیا کرتا ہے، خدا کی رضا کے لیے نہیں کرتا۔ (ملخصاً)

اصل حدیث تفصیل کے ساتھ کتاب کے صفحات ۵۶/ تا ۵۸/ میں ملاحظہ کریں اور ایمان تازہ کریں۔ اعمال پر گھمنڈ کرنے والے حضرات کے لیے خاص طور سے یہ حدیث تازیانۂ عبرت ہے۔

اب اس کے بعد مصنف علام نے تیمم کا بیان سپرد قلم فرمایا ہے۔ تیمم کے بعد غسل کا، اس کے بعد نجاستوں کی تفصیلات دے کر نجس کو پاک کرنے کا طریقہ تحریر فرمایا ہے۔ وضو و غسل اور تیمم کے بعد اذان کی تاریخ اور اس کے آغاز کا بیان ہے۔ ضمناً یہ بھی بیان فرما دیا ہے کہ اذان نماز کے علاوہ کن کن مواقع پر کہی جا سکتی ہے اور اس کے کیا کیا فوائد و برکات ہیں۔ پھر اذان کے مسائل و احکام اور اذان کے بعد کی دعاء وسیلہ کا ذکر ہے اور تفصیل سے مسائل کا بیان ہے۔ چوں کہ نماز اور دیگر تمام اعمالِ خیر اور عبادات اسی وقت قبول ہوتے ہیں جب کہ ان کی ادائیگی میں اخلاصِ عمل کو بنیاد بنایا گیا ہو، لہٰذا نماز کے ذکر میں اخلاصِ عمل کے فوائد و ثمرات بھی بیان کر دیے ہیں تا کہ عبادات کی جان اخلاص کو فراموش نہ کیا جائے۔ ساتھ ہی اخلاص کو کھا جانے والی چیز، ریاکاری کے نقصانات پر مشتمل مضمون شاملِ کتاب کر کے مصنف نے بڑا اچھوتا کارنامہ انجام دیا ہے۔

نماز کے تفصیلی احکام و مسائل کے ساتھ نماز کی دعاؤں کا ترجمہ و تشریح نیز دیگر فوائد و نکات پر بھی روشنی ڈال دی ہے، جس سے نماز کا یہ بیان نہایت دل نشیں ہو گیا ہے۔ یوں ہی سورۂ فاتحہ، قل ھو اللہ احد، اور فلق و ناس کی مختصر تفسیر بھی بڑے عمدہ انداز سے پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ نصر، تبت یدا، زلزال اور سورۂ قدر کی مختصر تفسیریں بھی ہیں۔ آخر میں جنازے کی نماز، موت، ایصالِ ثواب اور قبر کے احکام و مسائل بھی دے دیے گئے ہیں۔

نماز اور اس سے متعلق ضروری احکام اور دیگر ضمنی بہت سارے مسائل و فضائل پر مشتمل نظامِ شریعت اپنے انداز کی بالکل منفرد اور اچھوتی کتاب ہے، جسے پڑھنے والا از خود سمجھتا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کتاب کو عام کیا جانا چاہیے، کیوں کہ یہ ہر مسلمان کے گھر کی ضرورت ہے۔

نظامِ شریعت دیکھنے کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمہ ایک پر نور داعی و مبلغ اور مصلح نظر آتے ہیں، جب کہ دیگر صرف و نحو میر کی کتابوں اور شرحِ بخاری کی سیر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ امام النحو اور سید المحدثین ہیں۔ کہیں تو زبان بالکل محققانہ اور عالمانہ ہے اور جہاں ضرورت محسوس کی بالکل عام فہم اور آسان ہے۔

میرٹھی صاحب سے میری ملاقات:- راقم الحروف نعمانی نے حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ کی چند بار زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اور دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں دورانِ تعلیم ایک کتاب تفسیر مدارک شریف کا امتحان بھی دیا ہے۔ بریلی شریف عرسِ اعلیٰ حضرت میں آپ ہر سال ضرور تشریف لاتے اور کتب خانہ لگا کر خود بیٹھتے اور اس وقت اجلۂ علمائے کرام ملاقات کی غرض سے تشریف لاتے اور آپ کی زیارت سے شاد کام ہوتے۔ ناچیز کو بھی متعدد بار اس موقع پر شرفِ نیاز حاصل ہوا، آپ کی اس عادتِ کریمہ میں آج کل کے علما کے لیے درسِ عبرت ہے کہ اتنے بڑے امام النحو ہو کر بھی حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ نے دینی کتابیں فروخت کرنے میں عار نہیں محسوس کی، جب کہ آج بہت سے لوگ اس میں عار محسوس کرتے ہیں، حتیٰ کہ بعض علما جلسوں میں دینی کتابوں کے اعلان کرنے میں بھی تکلف محسوس کرتے ہیں۔

کتابوں کی اشاعت کا اہتمام:- آپ نے بہت سی نادر و نایاب کتابیں بھی چھپوائیں۔ کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ میرٹھ کے نام سے باضابطہ کتب خانہ قائم فرمایا اور دینی و اصلاحی اور درسی کتابیں بھی شائع کیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ''الکلمۃ الملھمۃ'' جو فلسفۂ قدیم کے رد میں ہے۔ اس کو بھی پہلی بار قلمی نسخہ سے آپ ہی نے شائع کیا۔ یوں ہی ''فتاویٰ رضویہ'' جلد دوم جو نایاب تھی، اس کو اور قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ کی مشہور و معروف کتاب ''انوارِ آفتابِ صداقت'' بھی حضرت میرٹھی صاحب ہی نے شائع کی جو عرصۂ دراز سے نایاب تھی۔ اور اب پھر یہ اہم کتاب مارکیٹ سے غائب ہے۔ رد وہابیہ میں یہ نہایت عمدہ اور مدلل کتاب ہے جس پر اعلیٰ حضرت کی تقریظ بھی ثبت ہے۔

اپنی کتابیں تو آپ خود اپنے ہی کتب خانہ سے چھاپتے رہے ہیں اور عمدہ کتابت کا خاص لحاظ فرماتے اور کاغذ بھی اچھا استعمال کرتے ایک خاص ٹائٹل بنوا رکھا تھا جو ہر کتاب پر استعمال ہوتا۔

اپنی بعض کتابوں کو اکابرِ اہلِ سنت کے نام معنون بھی فرمایا ہے، جس سے ان بزرگوں کے ساتھ حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ کی عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ باوجودے کہ آپ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے بیعت

تھے مگر شہزادۂ سرکار مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی بے پناہ عقیدت و محبت فرماتے۔ حضرت سے ملاقات کے وقت نہایت تواضع کا ثبوت دیتے۔ اپنی عظیم و جلیل کتاب "البشیر الکامل بحل شرح مأۃ عامل" جو فن نحو کی مشہور کتاب "شرح مأۃ عامل" کی نہایت معرکہ آرا شرح ہے، اس کا انتساب، سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کے نام ان جملوں اور القاب و آداب میں فرمایا ہے:

پیش کش :-زمانۂ قدیم سے آج تک معمول ہے کہ ارباب علم اپنی تصانیف کو قدر شناس سلاطین اور علم دوست اہل دُوَل کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ علمی انکشافات منصۂ شہود پر آکر ہر خاص و عام کے لیے جلوہ ریز ہوں اور سلسلۂ تالیفات جاری رہ کر علوم و فنون ترقی پاتے رہیں، مگر فقیر اپنی اس علمی خدمت کو۔

شہر یارِ علم و ہدایت، تاج دار اہل سنت مفتی اعظم بھارت، ملجاے جوازم و نواصب، ماواے افاضل، جلیل المراتب، حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب زیب سجادۂ رضوی دام ظلہ السنوی کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ جلوات و خلوات کی مخصوص دعاؤں میں اپنے اس دیرینہ نیاز مند کو پیشِ نظر رکھیں ــــ کہ

ع نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

طالبِ دعا- فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی، اندر کوٹ، میرٹھ

واضح رہے کہ "البشیر الکامل" کے اندرونی ٹائٹل پر نہایت اہتمام سے بارڈر لگا کر اس مضمون کو شائع کیا گیا تھا۔ مگر اب نئے ایڈیشن میں ناشرین نے قصداً یا کفایۃً اس مضمون کو حذف کر دیا ہے، جو قابلِ افسوس ہے۔

میرٹھی صاحب اور حافظِ ملت :-حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ اپنے احبابِ درس کا بہت خیال و احترام فرماتے، ان کے نام بڑے ادب سے لیتے۔ اپنی کتاب "بشیر القاری شرح بخاری" کے مقدمے میں بطور خاص اپنے احبابِ درس کا ذکرِ خیر کیا ہے، اس میں حافظِ ملت علیہ الرحمہ کا بھی ذکر بڑے اہتمام سے ہے۔ لیکن حضرت مجاہدِ ملت علیہ الرحمہ کا ذکر سب سے طویل سات سطروں میں ہے، جب کہ دیگر احباب کا مختصر القاب اور مناصب کے ساتھ۔

حضور حافظِ ملت استاذ العلما جلالۃ العلم مولانا حافظ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ سے متعلق حضرت میرٹھی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے: "حافظِ ملت کا اجمیر مقدس میں تعلیم کے دوران صرف تین کام تھا، درسی کتابوں کا مطالعہ، قرآن شریف کی تلاوت، صدر الشریعہ کی خدمت، کوئی کام نہیں ملتا تو در و دیوار، برتن، بکس وغیرہ ہی کی صفائی میں لگ جاتے ــــ اسی دوران فرمایا بعض طلبہ حافظِ ملت سے اس طرح کا مذاق کرتے کہ جب آپ تلاوت یا مطالعہ میں مشغول ہوتے تو کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیتے۔ اس وقت حافظِ ملت کچھ بولتے نہیں، نہ ہی کوئی شور کرتے، نہ کھولنے کی کوئی تدبیر کرتے۔ بالآخر بند کرنے والوں ہی کو ہار کر کھولنا پڑتا اور جب کمرہ کھولا جاتا تو آپ کو قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول پایا جاتا، پھر کمرہ کھلنے کے بعد بھی کسی سے نہ مزاحمت فرماتے نہ ہی شکایت۔"

(بروایت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب عزیزی بلرام پوری، تلمیذ حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ)

دورانِ طالب علمی یہ صبر، یہ استقامت اور ساتھیوں کے ساتھ ایسا حسنِ سلوک، یہ حافظِ ملت ہی کا حصہ تھا، جسے حضرت صدر العلما میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ بڑے تاثر اور محبت سے ذکر فرماتے۔

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب ہی کی روایت ہے کہ میرٹھی صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا: "حافظِ ملت کا میرے دل میں بڑا احترام ہے، وہ جو کام کر رہے ہیں بڑا اہم ہے، بعض مصلحتیں در پیش نہ ہوتیں تو میں کھل کر ان کا ساتھ دیتا۔"

حضرت میرٹھی صاحب کے تلمیذِ خاص مولانا جمال الرافع بھاگل پوری زید مجدہ نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ "صدر العلما حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے، حافظِ ملت بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔ یہ وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے۔"

یہ چند یاد داشتیں اصل عنوان سے علاحدہ تھیں جنھیں میں نے اس لیے سپردِ قلم کر دیا تاکہ محفوظ ہو جائیں۔

نوٹ :- "نظام شریعت" کو خود مصنف علیہ الرحمہ نے لیتھو سے چھپوایا تھا۔ اس کے بعد عمدہ کتابت کرا کے آفسیٹ سے چھپوایا۔ اسی کا عکس لے کر اس وقت متعدد ناشرین کتب چھاپ رہے ہیں۔ کتاب کے کل صفحات ۲۷۳؍ ہیں اور سائز چھوٹا ہے۔ بعد میں راقم الحروف کی مرتبہ کتاب "مسنون دعائیں" شامل کر کے مولانا مبارک حسین مصباحی نے اپنے کتب خانہ المجمع المصباحی مبارک پور سے شائع کر رہے ہیں۔ ☆☆☆☆☆☆☆